بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز میں خشوع اور عاجزی یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا

مصنف

شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مترجم: مولانا ذوالفقار طاہر حفظہ اللہ

الناشر: جمعیت اہل حدیث سندھ

(کراچی ڈویژن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز میں خشوع اور عاجزی
یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا

مصنف

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین رحمہ اللہ شاہ الراشدی

ترجمہ (سندھی سے) : مولانا ذوالفقار طاہر حفظہ اللہ

مقدمہ : حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

ناشر : جمعیت اہلحدیث سندھ (کراچی ڈویژن)

نام کتاب	:	نماز میں خشوع اور عاجزی یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا
مولف	:	فضیلۃ الشیخ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی
مترجم	:	ذوالفقار طاہر
صفحات	:	۳۱
ناشر	:	جمعیت اہل حدیث سندھ

:: www.AsliAhleSunnet.com ::

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ ہر شخص نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں "ذراع" پر رکھے (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۴۰)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ اگر آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنی ذراع پر رکھیں گے تو خود بخود سینہ پر آجائیں گے۔

ذراع، ہاتھ کی انگلیوں سے لے کر کہنی تک کے حصہ کو کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ : آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت، رسغ (کلائی) اور ساعد (کلائی سے لے کر کہنی تک) پر رکھا۔ (سنن نسائی مع حاشیہ السندھی ج ۱ ص ۱۴۱، ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۲، ح ۷۲۷، اسے ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳ ح ۴۸۰ اور ابن حبان موارد ح ۴۸۵ نے صحیح کہا ہے)

اس استدلال کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ : "یضع هذه علی صدره" الخ۔ آپ ﷺ یہ (ہاتھ) اپنے سینہ پر رکھتے تھے...... الخ۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ واللفظ، التحقیق لابن حبان الجوزی ج ۱ ص ۲۸۳ ح ۴۷۷۔ وفی نسخۃ ج ۱ ص ۳۳۸)۔

اس کی تائید بہت سی روایات میں آئی ہے جنہیں استاذنا المحترم، مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جمع فرمایا ہے۔

حنفی، دیوبندی اور بریلوی حضرات جو روایات پیش کرتے ہیں، اصولِ حدیث کی روشنی میں وہ ساری روایات ضعیف و مردود ہیں مثلاً سنن ابی داؤد (ح ۷۵٦) وغیرہ۔ والی روایت کا راوی عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی ضعیف ہے۔ دیکھئے نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۳۱۴۔ البنایہ فی شرح الھدایہ ج ۲ ص ۲۰۸ وغیرہ۔ بلکہ ھدایہ اولین کے حاشیہ نمبر ۱۷ ج ۱ ص ۱۰۳ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں دیوبندی ناشرین نے تحریف کر دی ہے جبکہ مخطوطہ ودیگر مطبوعہ نسخہ اس تحریف سے پاک ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ مرد ناف کے نیچے اور عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ اور نہ اس فرق پر کوئی اجماع ہوا ہے۔

شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ نے ص ۲۴ پر جو چیلنج دیا ہے اس کے جواب سے احناف، دنیائے دیوبندیت وبریلویت عاجز ہے۔ والحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو استاذنا المحترم رحمہ اللہ کیلئے توشۂ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائے اور مولانا ذوالفقار طاہر و ناشرین کرام کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

حافظ زبیر علی زئی۔ حضرو۔ اٹک

۲۲ / ۹ / ۱۹۹۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله و علی آله و صحبه اجمعین۔

اما بعد نماز اللہ تعالیٰ کی بڑی عبادت ہے اور بندہ جس وقت نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو :

فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ (مسلم ص ۲۰۷ ج ۱) اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔

اس لئے نماز میں کوئی بھی ایسا فعل نہیں کرنا چاہئے جو ادب کے خلاف ہو بلکہ ایسے خشوع کیساتھ نماز ادا کرنی چاہئے جس سے تقویٰ اور خشیت الٰہی ظاہر ہو اور انسان کے تمام اعضاء میں سے رئیس الاعضاء دل ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله ألا و هی القلب مشکاة ج ۲ ص ۲٤۱

انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے یا بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔

اور دل سینے کے برابر ہے اور یہی تقویٰ کی جگہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ :

التقوی ھھنا و یشیر الی صدرہ ثلاث مرار ۔ مسلم ص ۳۱۷ جلد دوم مع النووی ۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا کہ تقوی اور پرہیز گاری یہاں ہے۔

اس لئے آپ سینے مبارک پر ہاتھ باندھتے تھے۔ کیونکہ یہی عاجزی کی صورت ہے۔ اور سائل بندے کو اپنے پروردگار کے سامنے ایسی حالت میں کھڑا ہونا زیب دیتا ہے۔ علامہ شیخ سعدی شیرازی نے اس راز اور حکمت کو اس طرح منظوم کیا ہے کہ :

نہ بینی کہ پیشِ خداوند جاہ
ستائیش کناں دست بر بر نھند

اور جو لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے عامل اور قائل ہیں ان کے لئے حدیث میں کوئی بھی دلیل یا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ اس طرح بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے چونکہ اگر کسی اچھے یا بڑے آدمی کے سامنے ناف کے نیچے ہاتھ رکھ کر مرحبا کہا جائے تو وہ اسے برا سمجھے گا۔ بلکہ ناراض ہوگا۔ پھر ایسی کیفیت کیسا تھ احکم الحاکمین شہنشاہ جلشانہ کے سامنے پیش ہونا بالکل نامناسب ہے بلکہ سینے پر ہاتھ باندھ کر اپنے عزت والے عضو (دل) کو اس کے سامنے حاضر کرنا چاہیئے اور یہی معمول اور طریقہ رسول اللہ ﷺ کا تھا۔ اور اس مختصر کتابچہ میں اسی مسئلہ کے بارے میں عام لوگوں کی راہنمائی کرنے کیلئے کچھ لکھا جارہا ہے امید ہے کہ متلاشیانِ حق کیلئے یہ کتابچہ اور مقالہ مشعل راہ اور منزل آگاہ بنے گا۔ اللّٰھم آمین

اس مسئلہ کے بارے میں کچھ احادیث وارد ہیں۔

حدیث نمبر ا

عن ابی حازم عن سهل بن سعد الساعدی قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ابو حازم لاَ اَعْلَمُهُ اِلاَّ يَنْمِيْ ذَالِكَ اِلَى النَّبی ﷺ۔

ابی حازم سہل بن سعد ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں (اصحاب) کو حکم تھا کہ ہر نمازی نماز (یعنی کھڑے ہونے والی حالت میں) اپنا دایاں ہاتھ بائیں کلائی اور بازو پر رکھے۔ راوی ابو حازم (سلمۃ بن دینار) کہتے ہیں کہ میں اس طرح جانتا ہوں کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہے یعنی یہ آپکا ہی حکم تھا۔

صحۃ الحدیث : جس حدیث کا صحیح بخاریؒ میں ہونا ہی کافی ہے کیونکہ صحیح بخاریؒ کی احادیث تمام احادیث میں اعلیٰ قسم کی صحت رکھتی ہین یہ ہی علماء امت کا فیصلہ ہے (شرح نخبہ ص ۲۲۴ اور تدریب الراوی للسیوطیؒ ص ۲۵ وغیرہ) نیز اس حدیث کو امام ابن حزمؒ نے المحلی ص ۱۱۴ ج ۴ میں اور حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین ص ٦ ج ۲ طبع ھند میں صحیح کہا ہے۔

تشریح :۔ یہ حدیث مرفوع ہے جیسے راوی ابو حازم نے تصریح کی ہے نیز صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ یہ حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ اسی لئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ص ۱۲۴ ج ۲ (السلفیہ) میں اور علامہ عینی نے عمدۃ

القاری ص ۸ ے ۲ ج ۵ (المنیریہ) میں اس حدیث کو مرفوع ثابت کیا ہے اور اس حدیث سے سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب دایاں ہاتھ بائیں ذراع (بازو یا کلائی) پر ہو گا تو اس صورت میں ہاتھ سینے سے نیچے نہیں جا سکیں گے اس طرح باندھ کر دیکھنا چاہیئے اور تجربہ کرنا چاہیئے تو ساری بات واضح ہو جائے گی۔

حدیث نمبر ۲

عَنْ وَائِلِ بِنْ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ (صحیح ابن خزیمہ ص ۲۴۳ ج ۱)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اپنے بائیں ہاتھ مبارک کے اوپر اپنے سینے مبارک پر رکھا۔

صحت حدیث :۔ امام ابن خزیمہ اپنی صحیح کے متعلق شروع میں اپنی شرط اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

المختصر من المسند الصحيح عن النبي ﷺ بنَقْلِ الْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ مَوْصُوْلاً اِلَيْهِ ﷺ مِنْ غَيْرِ قَطْعٍ فِيْ اَثْنَاءِ الْاِسْنَادِ وَلاَ جَرحٍ فِيْ نَاقِلِي الْاَخبَارِ الَّتِيْ نَذْكُرُهَا بِمَشِيئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى (ابن خزیمہ ص ۲ ج ۱)

یہ مختصر صحیح احادیث کا مجموعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ تک صحیح اور متصل سند کیساتھ پہنچتی ہیں اور درمیان میں کوئی راوی ساقط یا سند میں انقطاع نہیں ہے اور نہ تو راویوں میں سے کوئی راوی مجروح یا ضعیف ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح اور سالم ہے نیز اس حدیث کا امام نووی نے شرح مسلم ص ۱۱۵ ج ۴ (المصری) اور شرح المہذب ص ۳۱۲ ج ۳ میں حافظ ابن سید الناس نے النفخ الشذی (المصور) الورق : ۲/۲۱۱ میں اور حافظ شمس الدین ابن عبدالھادی المقدسی نے المحرر فی الحدیث ص ۴۴ میں اور حافظ زیلعی نے نصب الرایہ ص ۳۱۴ ج ۱ میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری ص ۲۲۴ ج ۲ (السلفیہ) میں اور التلخیص الحبیر ص ۲۲۴ ج ۱ (المصری) میں اور الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایہ ص ۱۲۸ ج ۱ (المصری) اور بلوغ المرام ص ۵۵ میں اور علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری ص ۹ ۷ ۳ ج ۵ (المنیریہ) میں امام الشوکانی نے نیل الاوطار ص ۱۱۵ ج ۲ میں اور علامہ مجد الدین الفیروز آبادی نے سفر السعادت میں اور علامہ المرتضی الزبیدی حنفی نے عقود الجواھر المنیفۃ ص ۵۹ ج ۱ میں اور دوسروں نے ذکر کیا ہے اور علامہ ابن سید الناس اور حافظ ابن حجر اور علامہ عینی اور علامہ الشوکانی نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اسی طرح ملا قائم سندھی نے رسالہ فوز الکرام میں اور مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی نے دراھم الصرۃ میں بھی اس حدیث کو صحیح مانا ہے نیز علامہ ابن نجیم حنفی نے البحر الرائق میں اور علامہ ابوالحسن الکبیر سندھی نے فتح الودود شرح ابی داؤد میں اور علامہ محمد حیات سندھی نے فتح الغفور میں اور جد امجد علامہ سید ابو تراب رشد اللہ شاہ راشدی صاحب الخلافۃ نے درج الدرر میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے یہ حدیث اپنے مطلب میں واضح ہے اور بتا رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت و طریقہ یہ ہے کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھے جائیں۔

حدیث نمبر ۳

عَنْ قَبِيْصَةَ بِنْ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَ رَأَيْتُهٗ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ وَصَفَ يَحْيٰى اَلْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصَلِ (مسند الامام احمد بن حنبل ص ۲۲۶ ج ۵)	**قبیصہ** بن ھلب تابعی نے اپنے والد ھلبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نماز سے دائیں اور بائیں پھر رہے تھے اور میں نے آپؐ کو دیکھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا۔

صحت حدیث اس حدیث کی سند صحیح ہے اس کو امام ابن سید الناس نے شرح الترمذی میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح مانا ہے اور علامہ نیموی نے آثار السنن ص ۶۷ ج ۱ میں اس کی سند کو صحیح مانا ہے اور علامہ محدث عبدالرحمان مبارکپوری تحفة الاحوذی شرح جامع ترمذی میں لکھتے ہیں کہ :

وَ رُوَاةُ هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَ اِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ ۔	اس حدیث کی سند کے سب راوی ثقات اور معتبر ہیں اور اس کی سند متصل ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلٍ اَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ	وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر

ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰی صَدْرِہٖ (طبقات المحدثین باصبهان لابی الشیخ ص ١٤٨ ج ١ قلمی ، البیهقی ص٣٥ ج٢)

ان کو سینے پر رکھا۔

صحت حدیث اس روایت کو جد امجد صاحب الخلافت رسالہ درج الدرر میں حسن کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

عَنْ طَاؤسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی ثُمَّ یَشد بهما علی صدرہ وهو فی الصلوۃ (المراسیل لابی داؤد ص٦ المصری والباکستان والمعرفة السنن والآثار ص ١٩٧ ج ١ المصور)

طاؤس یمانی تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر اپنے سینے پر باندھتے تھے۔

صحت حدیث امام طاؤس مشہور تابعی ہیں اس لئے یہ حدیث مرسل ہے مگر مرسل حدیث احناف کے ہاں معتبر اور مقبول ہے حنفی مذہب کے امام سرخسی کتاب الاصول ص ٣٦٠ ج ١ میں لکھتے ہیں کہ :

فَاَمَّا مَرَاسِیْلُ الْقَرْنِ الثَّانِیْ وَ الثَّالِثِ حُجَّةٌ فِیْ قَوْلِ عُلَمَائِنَا ۔

کہ دوسرے اور تیسرے قرن (یعنی تابعین) کی مرسل روایت ہمارے (احناف) علماء کے قول کے مطابق

حجت اور دلیل ہے۔

اسی طرح نور الانوار ص ۱۵۰ میں لکھا ہے اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رسالہ کشف الدین ص ۱۷ میں لکھتے ہیں کہ والمرسل مقبول عندالحنفیۃ یعنی مرسل روایت ہم احناف کے ہاں دلیل اور قابل قبول روایت ہے۔اسی طرح علامہ ابن الھمام بھی فتح القدیر شرح ھدایہ ص ۲۳۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں اور محدثین کے نزدیک بھی مرسل روایت دوسری احادیث کے موجودگی میں مقبول ہیں چونکہ یہاں دوسری متصل احادیث وارد ہیں اس لئے یہ روایت بھی دلیل بن سکتی ہے اوراسکی سند کے سب راوی معتبر اور ثقہ ہیں جیسے امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں اور علامہ محمد حیات سندھی نے فتح الغفور میں اور صاحب خلافت نے درج الدرر میں اور علامہ مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی ص ۲۱٦ ج ۱ میں لکھا ہے

حدیث نمبر ٦

عن وائل بن حجر قَالَ حَضُرَتُ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُوحِيُنَ نَهضَ اِلىٰ الُمَسُجِدِ فَدَخَلَ الُمِحرَابَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيُهِ بِالتَّكُبِيُرِ ثُمَّ وَضَعَ يَمِيُنَهُ عَلىٰ يُسُرٰهُ عَلىٰ صَدُرِهِ (سنن الكبرى ص ۳۰ ج ۲ ومجمع الزوائد ص ۱۲٤ ج۲ طبرانی کبیر ص ۵۰ ج ۲۲)

وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ جب مسجد کی طرف اٹھے پھر محراب میں داخل ہوئے اور اللہ اکبر کہہ کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر رکھا۔

صحت حدیث اس روایت کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری ص ۲۲۴ ج ۲ میں (السلفیہ) میں بحوالہ مسند بزار میں نقل کیا ہے اور اپنے مقدمہ ص ۴ میں یہ شرط بیان کی ہے کہ اس شرح میں جو احادیث لاؤں گا وہ صحیح ہوں گی یا حسن ہوں گی اس لئے یہ حدیث حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہے نیز صاحب خلافت نے بھی اس حدیث کو درج الدرر میں معتبر قرار دیا ہے نیز علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی حنفی انھاء السکن ص ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں جو روایات نقل کریں اور ان پر کوئی کلام بھی نہ کریں تو وہ احایث ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہیں۔

قرآن کریم سے ثبوت

حدیث نمبر ۷

اخرج ابن ابی شیبة والبخاری فی تاریخه وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم والدار قطنی فی الافراد و ابو الشیخ والحاکم و ابن مردویه والبیهقی فی سننه عن علی بن ابی طالب فی قوله فصل لربك وانحر قَالَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ سَاعِدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ فِى الصَّلٰوةِ

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے قرآن کی اس آیت فصل لربک وانحر (الکوثر پ ۳۰) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی کے درمیان پر رکھ کر نماز میں ہاتھوں کو سینے پر رکھا جائے۔

(تفسیر الدرالمنثور للسیوطی
ص۴۰۳ ج۶ تفسیر فتح القدیر
للشوکانی ص۴۹ ج۵) ۔

صحت حدیث جد امجد نے درج الدرر میں اس حدیث کو حسن ثابت کیا ہے۔

تشریح :۔ امیر المؤمنین علیؑ لغت میں مانے ہوئے ماہر تھے لہٰذا ان کی یہ تفسیر معتبر اور مسلمانوں کے لئے حجت ہے نیز لغت کی مشہور کتاب تاج العروس ص ۵۵۸ ج ۳ میں بھی "وانحر" کی یہی تفسیر مذکور ہے نیز یہی تفسیر انہی ایک صحابی سے مروی نہیں ہے بلکہ دوسرے صحابہ کرام سے بھی مروی ہے جیسے آگے روایات سے معلوم ہوگا اس تفسیر کو امام ابو عبداللہ الحاکم المستدرک صفحہ ۵۳۷ جلد ۳ میں اس آیات کے بارے میں دوسری تفاسیر سے زیادہ بہتر کہتے ہیں اور چند علماء احناف نے بھی اس تفسیر کو تسلیم کیا ہے۔ مثلاً علامہ قوام الدین السکاکی نے معراج الدرایہ شرح الھدایہ میں اور ملاّ الھداد ھندی جونپوری نے شرح الھدایہ الورق ۴۷/۱ (قلمی) میں اور علامہ اکمل الدین البابرتی العنایۃ حاشیہ الھدایۃ صفحہ ۲۰۱ جلد ۱ میں وغیرھم میں ہے کہ اس آیت میں قربانی کرنے کا حکم ہے مگر یہ تفسیر اس تفسیر کے خلاف نہیں ہے دونوں تفسیر اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ ایک آیت سے بہت سارے مسائل نکل سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۸

رسول اللہ ﷺ کے خادم انس بن مالکؓ سے بھی یہی تفسیر منقول ہے جو حدیث نمبر ۷ میں مذکور ہے۔	اخرج ابو الشیخ والبیهقی فی سننه عن انس رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ مثله (الدرالمنثور ص۴۰۳ ج۶)

حدیث نمبر ۹

مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے وانحر کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے کے پاس باندھنا چاہیئے۔	اخرج ابن ابی حاتم و ابن شاهین فی السنة و ابن مردویه والبیهقی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ قَالَ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ عِنْدَ النَّحْرِ فِي الصَّلٰوةِ (الدرالمنثور ص۴۰۳ ج۶)

تشریح ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام میں علم تفسیر کے اعتبار سے بڑے مرتبے کے مالک ہیں انکے لئے رسول اکرم ﷺ نے قرآن حدیث کے علم کے بارے میں خاص دعائیں کیں (البخاری) آپ کی یہ تفسیر اس مسئلے کے بارے میں عظیم دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ ابن جابر البیاضی الانصاری سے عقبہ ابن ابی عائشہ سے روایت کرتے ہیں	اخرج الطبرانی فی الکبیر عن عقبة بن ابی عائشة قال رأیت عبداللّٰه بن جابر البیاضی صاحب رسول

اللّٰہ ﷺ یَضَعُ احدی یدیہ عَلیٰ ذِرَاعِهٖ فِیْ الصَّلٰوۃِ وَ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ قالہ الھیثمی فی مجمع الزوائد ص۱۰۵ ج۲ والثقات لابن حبان ص۲۲۸ ج۵)

کہ میں نے ان کو دیکھا کہ نماز میں اپنا ایک ہاتھ یعنی دایاں اپنی کلائی اور بازو پر رکھے ہوئے تھے اس روایت کی سند حسن ہے۔

تشریح یہ روایت موقوف یعنی صحابی کا عمل ہے اور یہی روایت امام ابن السکن لائے ہیں اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :

ان النبی ﷺ کان یفعلہ ۔

کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

اس لئے یہ حدیث مرفوع کہلائے گی اس طریقے سے ہاتھ باندھنے سے سینے پر ہی رہیں گے جیسے پہلی حدیث میں بیان ہوا۔ اور ان دس روایتوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ مسنون طریقہ یہی ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھے جائیں نیز ثابت ہوا کہ یہی صحابہ کرام کا عمل تھا اور جریر الضبی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

رَأَیْتُ عَلِیّاً یُمْسِكُ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ عَلیٰ الرَّسْغِ فَوْقَ السُّرَّۃِ (ابو داؤد ص۷۶ ج۱)

دیکھا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ کر ناف سے اوپر رکھا۔

تشریح علامہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ص ۲۱۵ ج ۱ میں اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ناف سے اوپر اس سے مراد سینہ ہے جیسے احادیث سے

معلوم ہوا۔ اور خود علیؓ کا فرمان بھی گذرا۔

سیرت نبویہ لکھنے والوں نے بھی تحقیق کر کے یہی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے۔ چنانچہ

نمبر۱ :۔ امام حافظ ابن القیم کتاب الصلوۃ ص ۱۸۷ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَ يَضَعُهَا عَلَيْهَا فَوْقَ الْمَفْصَلِ ثُمَّ يَضَعُهُمَا عَلىٰ صَدْرِهٖ۔

رسول اللہ ﷺ تکبیر کے بعد دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ کر اس کی کلائی پر رکھ کر سینے پر رکھتے تھے۔

نمبر۲ : علامہ شیخ مجد الدین الفیروز آبادی سفر السعادۃ ص ۹ میں فرماتے ہیں کہ

ثُمَّ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلىٰ يَسَارِهٖ فَوْقَ صَدْرِهٖ كَذَا فِيْ صحيح ابن خزيمة

رسول اللہ ﷺ تکبیر کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اپنے سینے پر رکھتے تھے اسی طرح صحیح ابن خزیمہ میں بھی مروی ہے۔

نمبر۳ : اور علامہ عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر العامری بھجۃ المحافل ص ۳۱۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ :

وَ قَبَضَ بِيَمِينِهٖ عَلىٰ ظَهْرِ يَسَارِهٖ وَجَعَلَهُمَا تَحْتَ صَدْرِهٖ۔

رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کے بعد دایاں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر رکھ کر ان دونوں کو سینے کے نیچے رکھتے تھے یعنی سینے کے پاس۔

نمبر ۴ : علامہ شیخ عبدالحق دھلوی شرح سفر السعادۃ ص ۷۴ میں فرماتے ہیں کہ

بعد ازاں دست راست را بردست چپ بھادی برابر سینہ در صحیح ابن خزیمہ ھچنیں ثابت شدہ۔	تکبیر کے بعد آپ ﷺ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے کے برابر رکھتے تھے اسیطرح صحیح ابن خزیمہ میں ثابت ہے۔

نمبر ۵ : علامہ حافظ جلال الدین السیوطی عمل الیوم واللیلۃ میں فرماتے ہیں کہ

كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلٰى صَدْرِهٖ ۔	کہ آپ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر سینے پر باندھتے تھے۔

نمبر ۶ جناب جد امجد سید ابو تراب رشد اللہ شاہ الراشدی (چھارم جھنڈے والے) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ثمر آخرت ترجمہ سفر السعادۃ ص ۲۶ قلمی مطبوع میں لکھا ہے کہ :

"اس کے بعد آپ ﷺ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر سینے پر رکھتے تھے اسی طرح ابن خزیمہ کی صحیح میں ثابت ہے اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں کسی روایت میں صحیح ثبوت نہیں ہے۔

الحاصل آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ ہوتی تھی کہ آپ نماز میں اپنے ہاتھ سینے پر باندھتے تھے کوئی بھی مسلمان جو آپ سے سچی محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ یقیناً آپ کے خلاف سینے کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ہاتھ نہیں باندھے گا کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ :

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡآخِرِ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ۔(الاحزاب ع۳ پ۲۱)

رسول اکرم ﷺ کا اسوہ اور طریقہ تم میں سے جو اللہ اور قیامت میں (کامیابی کی) امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اکثر یاد کرتا ہے اس کے لئے بہتر اور اچھا ہے۔

اور یہ جو آپ کی محبت کا تقاضا ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ :

مَنۡ اَحَبَّ سُنَّتِىۡ فَقَدۡ اَحَبَّنِىۡ وَمَنۡ اَحَبَّنِىۡ كَانَ مَعِىَ فِىۡ الۡجَنَّةِ ۔ (ترمذی)

جس نے میری سنت اور طریقہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرنیوالا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

ناظرین : احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کی روایات خواہ سیرت کی کتابوں سے مسئلہ بالکل واضح ہو گیا ہے اس کے بعد

علماء احناف سے ثبوت

دینے کے لئے کچھ عبارتیں تحریر کی جاتی ہیں :

(۱) علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۹ ج۵ (المنیریہ) میں اسطرح اقرار کرتے ہیں کہ :

واحتج الشافعی بحدیث وائل بن حجراخرج ابن خزیمۃ فی

امام شافعیؒ نے صحیح ابن خزیمہ کی حدیث سے دلیل لیا ہے جس میں

صحیحہ قَالَ صَلَّیتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ وَلَمْ یَذْکُرِ النَّوَوِیُّ غَیْرَہُ فِیْ الْخُلَاصَۃِ وَکَذٰلِکَ الشَّیْخُ تقیَ الدین فِی الْاِمَام وَاحْتَجَّ صَاحِبُ الْھِدَایَۃِ لِاَصْحَابِنَا فِیْ ذٰلِکَ بِقَوْلِہٖ ﷺ اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ قُلْتُ ھٰذَا قَوْلُ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاِسْنَادُہٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ غَیْرُ صَحِیْحٍ ۔

رسول اللہ ﷺ کے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے اور یہی حدیث امام النووی نے الخلاصہ میں اور امام ابن دقیق تقی الدین نے کتاب الامام میں ذکر کی ہے اور صاحب ھدایہ نے ہم (احناف) کے لئے یہ روایت بطور دلیل کے پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور سنت یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں مگر یہ قول رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے بلکہ علیؓ کا قول ہے۔

ناظرین : یہ عبارت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ علامہ عینی رسول اللہ ﷺ سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے ثبوت کو تسلیم کرتے ہیں مگر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت کو ثابت نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ علیؓ کا قول ہے مگر یہ قول علیؓ سے بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ یہ قول مسند احمد ص ۱۱۰ ج ا (زوائد عبداللہ بن احمد) میں ہے اور اس کی سند میں راوی عبدالرحمان بن اسحاق الواسطی ابو شیبہ ہے جس پر سخت جرح کی گئی ہے۔ امام احمد اور ابو حاتم نے منکر الحدیث کہا ہے اور امام یحیٰی بن معین نے اس کو متروک کہا ہے اور امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ روایات اور اسناد تبدیل کرتا تھا اور مشہور اشخاص سے منکر روایات لاتا تھا اس کی روایت سے دلیل لینا

حرام ہے اور بے شمار ائمہ مثلاً بخاری ابو زرعہ ، نسائی، ابو داؤد ، ابن سعد ، یعقوب بن سفیان وغیرھم اس کو ضعیف کہتے ہیں (میزان الاعتدال ص ۵۴۸ ج ۲ اور تہذیب التہذیب ص ۱۳۴ ج ۱)اور علامہ ابن العجمی نے اپنی کتاب الکشف الحثیث میں اس کو عمن رمی بوضع الحدیث میں ذکر کیا ہے اس عنوان کے تحت صرف وہ راوی مذکور ہیں جن پر جھوٹی روایات گھڑنے کاالزام ہے اس لئے ایسے شخص کی روایت پر کوئی مسلمان اعتبار نہیں کر سکتا بلکہ علامہ زیلعی حنفی نصب الرایہ ص ۳۱۴ ج ا اور علامہ عبدالحئ لکھنوی حنفی ھدایہ کے حاشیہ ص ۱۰۲ ج ا میں امام نووی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے اسی طرح شیخ ابن الھمام فتح القدیر شرح الھدایہ ص ۲۰۱ میں بھی نقل کرتے ہیں۔

(۲) علامہ ابن نجیم بحر الرائق شرح کنزالدقائق ص ۳۲۰ ج ا میں فرماتے ہیں کہ :

وَلَمْ یَثْبُتْ حَدِیْثٌ یُوْجِبُ تعیین الْمَحَلِّ الَّذِیْ یَکُوْنُ فِیْهِ الْوَضْعُ مِنَ الْبَدَنِ اِلاَّ حَدِیْث وَائِلِ الْمَذْکُوْر ۔	کوئی بھی ایسی حدیث پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتی جس میں نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ کا تعین کیا جا سکے مگر صرف ایک حدیث جو وائلؓ سے ذکر کی جاتی ہے یعنی جو حدیث نمبر ۳ میں صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے ذکر کی گئی۔

(۳) اسی طرح علامہ ابن امیرالحاج شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں (فتح الغفور)

(۴) ملاالهداد جونپوری شرح هدایہ ورق ۴۰۷ (القلمی) میں فرماتے ہیں کہ :

وَحُجَّتُهُ حَدِيثُ وَائِلٍ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ واما حديث على رضى الله عنه اِنَّهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِيْ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ فَضَعِيفٌ متفق على تضعيفه كذا فى النووى قلت وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى ضُعْفِهِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَّرَ قَوْلَه تَعَالٰى فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ بِاَنَّهُ وَضْعُ الْيَمِيْن عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ الصَّدْرِ وَذَالِكَ اِنَّ تَحْتَ الصَّدْرِ عِرْقًا يُقَالُ لَهُ النَّاحِراى وَضَعُ يَدَكَ عَلَى النَّاحِرِ كَذَا فِيْ الْعوارفِ وَهٰكَذَا ذُكر فى المغنى أيضًا فَهٰذَا التَّفْسِيْرُ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ يَرُدُّ مَارُوِىَ عَنْهُ مِنْ حَدِيْثِ وَائِلٍ عَلٰى مَا رَوَيْنَا قَوْلَهُ لِاَنَّ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ اَقْرَبُ

(ترجمہ) امام شافعی کی دلیل وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جو حدیث نمبر ۲ میں گذری) اور علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے ہیں وہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے نیز اس کے ضعیف ہونے کے لئے دوسری دلیل یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے آیت "والنحر" کی تفسیر یہ کی ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئے اور الناحر سینے کی رگ کو کہا جاتا ہے اس لئے یہ تفسیر کی گئی ہے جو اس روایت کو رد کرے اس پر وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور اس طرح کہنا کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا تعظیم والا فعل ہے یہ بات غلط ہے کیونکہ حدیث کے خلاف ہے۔

اِلَی التَّعْظِیْمِ وَھُوَ الْمَقْصُوْدُ قُلْتُ
وَھٰذَا التَّعْلِیْلُ بِمُقَابِلَةِ حَدِیْثِ وَائِلٍ
فَیُرَدُّ وَحَدِیْثُ عَلِیٍّ لاَ یُعَارِضُه کَمَا
ذکرنا ـ

ناظرین : یہ حوالہ جات معتبر احناف علماء سے نقل کئے گئے ہیں خاص طور پر ابن امیر الحاج جو کہ اپنے استاد ابن ھمام کے ہاں نزدیکی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ان عبارتوں سے چند اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

الف : صحیح حدیث سے سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت ہے۔

ب : اور یہ حدیث واجب العمل ہے۔

ج : امیر المؤمنین علیؓ نے آیت "وانحر" کے معنی سینے پر ہاتھ باندھنا کئے ہیں۔

د : یعنی حدیث نمبر ۲ کی تصدیق اور تصحیح ہو گئی۔

ھ : اس آیت کی یہی تفسیر صحیح اور معتبر ہے کیونکہ انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ اس سے مسئلے کو ثابت کیا ہے۔

و : یعنی کہ قرآن کریم میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔

ز : اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔

ح : بلکہ جو روایت اس بارے میں ذکر کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

حنفی دوستو: ان عبارتوں سے عبرت پکڑو اور نا ثابت عمل کو چھوڑ کر ثابت حدیث پر عمل کرو کیونکہ اس میں ہی نجات اخروی ہے۔

کھلا چیلنج

ناظرین :۔ بلکہ ہم ساری دنیا کے احناف کو کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ کسی بھی حدیث کی کتاب بشر طیکہ وہ باقاعدہ سند کے ساتھ فن حدیث کی کتاب ہو اس میں سے ایک روایت پیش کریں جس میں واضح طور پر یہ الفاظ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھے ہیں تو اس کو ایک ھزار روپیہ نقد انعام دیا جائیگا۔ مگر بحمد للہ اس طرح واضح الفاظ سے کوئی بھی حدیث کتب احادیث میں موجود نہیں ہے یہ نہیں دکھا سکیں گے۔

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور جو روایت ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھے ہیں اس روایت کا وجود ہی نہیں ہے اور ہمارے پاس اللہ کے فضل سے مصنف ابن ابی شیبہ قلمی خواہ مطبوع دونوں نسخے موجود ہیں مگر دونوں میں یہ روایت نہیں ہے احناف کے سردار علامہ انور شاہ کشمیری فیض الباری شرح صحیح بخاری ص ۲۶۷ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات واقعتاً درست ہے کیونکہ میں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے بہت سے نسخے دیکھے ہیں مگر یہ روایت کسی میں بھی نہیں ہے۔

دعوت : ہم پھر سنجیدہ طبع اور بیدار مغز حنفی دوستوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ٹھنڈے دل سے احادیث کی کتب کا مطالعہ کر کے غور کریں نبوی طریقہ

کون سا ہے خود امام ابو حنیفہؒ نے یہی تلقین کی ہے کہ :

اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ ۔ (الشامی ص ۳۷۵، ج ۱) جب بھی کوئی صحیح حدیث ثابت ہو جائے تو میرا وہی مذہب ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ :

اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ۔ (خزانۃ الروایات ص ۲۵ قلمی) رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے میرے قول کو چھوڑ دو۔

حنفی ساتھیو : امام ہمام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ ان کی صحیح اتباع یہی ہے کہ حدیث پر عمل کیا جائے اس لئے آپ پر حق ہے کہ آپ اگر امام موصوف کی سچی تابعداری کے مدعی ہیں تو مندرجہ بالا احادیث جن کو محدثین خواہ فقہاء نے صحیح مانا ہے اور ان میں صاف الفاظ میں سینے پر ہاتھ باندھنا مذکور ہے انہیں دیکھیں پھر ان پر عمل کریں اس کے بعد خاص **برگزیدہ بندوں** سے **ثبوت** پیش کیا جاتا ہے جو عام لوگوں کے نزدیک مسلم ہیں۔

مثلاً (۱) : مرزا مظہر جان جاناں ہو سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور **فرقے بھی** ان کو مانتے ہیں جو ۱۱۹۵ھ میں فوت ہوئے انکے بارے میں نواب صدیق حسن صاحب ابجد العلوم ص ۹۰۰ میں لکھتے ہیں کہ :

وَکَانَ یَرَی الْاِشَارَۃَ بِالْمُسَبِّحَۃِ وَیَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ نماز میں بیٹھتے وقت انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے تھے اور سینے سے نیچے یعنی اسکے

صَدْرِہ وَیُقَوِّیْ قِرَاءۃَ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الاِمَامِ عَامَ وَفَاتِہٖ ۔ قریب ہاتھ باندھتے تھے اور اپنی وفات والے سال فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو قوی کہتے تھے۔

اوراس طرح علامہ سید شریف عبدالحیٰ الحسینی حنفی نے نزھۃالخواطر ص ۵۲ ج ۶ میں بھی ذکر کیا ہے۔

(۲) علامہ شیخ ابوالحسن سندھی کبیر پر اس مسئلہ کی وجہ سے جو آزمائشی امتحان آیا اس عبرت ناک واقعہ کو علامہ محمد عابد سندھی نے اپنی کتاب تراجم الشیوخ میں نقل کیا ہے شیخ موصوف حدیث پر عمل کرتے تھے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سیدھے ہوتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور نماز میں اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے تھے انکے دور میں شیخ ابو الطیب سندھی متعصب حنفی تھا جو شیخ ابوالحسن سے مناظرے کرتا تھا مگر دلائل دیکھ کر عاجز آجاتا تھا بالآخر اس نے مدینہ کے قاضی کے پاس شکایت کی اور شیخ ابوالحسن کو طلب کیا گیا جب آپ کے دلائل قاضی صاحب نے سنے تب اس کو معلوم ہوا کہ آپ تو تمام فنون میں امام ہیں اور پورے مدینے والے آپ کے شاگرد ہیں اس لیے قاضی صاحب کے پاس کوئی چارہ نہ رہا اس نے آپ سے دعا کی التجا کرتے ہوئے آپ کو رخصت کر دیا اس طرح ہر سال نئے نئے قاضی کے پاس شکایت آتی رہی اور شیخ صاحب کامیاب ہوتے رہے بالآخر ایک سال ایسا قاضی آیا جو حنفی مذہب میں سخت متعصب تھا ابو الطیب نے اس کو شکایت پیش کی جس پر قاضی صاحب نے شیخ صاحب کو طلب کر کے حکم دیا کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھو اور رفع یدین نہ کرو شیخ صاحب

نے واضح طور پر یہ فرمایا کہ "لا افعل ذالك "یعنی میں اس طرح نہیں کروں گا اس بناء پر آپ کو جیل کی تاریک کوٹھری میں بند کرنے کا حکم دیا گیا جہاں پر آدمی اپنے اعضاء کو بھی نہ دیکھ سکے اور اسی کوٹھری میں پیشاب پخانہ کرتے رہے چھ دنوں تک وہاں رہے پھر مدینے کے لوگ آکر شیخ صاحب کو نصیحت کرنے لگے کہ قاضی صاحب کا حکم مانئے اور جیل سے رہائی حاصل کیجئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ :

لاَ اَفۡعَلُ شَيۡئًا لَمۡ يَصِحَّ عِنۡدِيۡ وَلاَ اَتۡرُكُ شَيۡئًا صَحَّ عِنۡدِيۡ مِنۡ فِعۡلِهٖ ﷺ وَحَلَفَ عَلٰى ذَالِكَ ۔	میرے نزدیک جو عمل رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے وہ نہیں کروں گا اور جو ثابت ہے وہ نہیں چھوڑوں گا اس بارے میں انہوں نے قسم اٹھائی۔

پھر لوگ قاضی کے پاس سفارش کے لئے گئے تب قاضی نے بھی قسم اٹھا کر کہا کہ اگر ان کو میں نے دوبارہ سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا تو جیل بھیج دوں گا تو لوگوں نے شیخ صاحب کو عرض کی کہ مہربانی کر کے نماز پڑھتے وقت چادر لپیٹ کر نماز پڑھا کریں کہ قاضی آپ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے نہ دیکھے پھر شیخ صاحب نے اس طرح کیا کچھ مدت گزرنے کے بعد نماز پڑھتے ہوئے شیخ صاحب کو کسی نے خبر دی کہ قاضی مر گیا تو شیخ صاحب نے نماز ہی کی حالت میں چادر اتار دی۔

ناظرین : یہی ہے ایمان کا تقاضا کہ ہر تکلیف برداشت کی جائے لیکن سنت پر قائم رہا جائے شیخ صاحب موصوف عالم ہیں صحاح ستہ اور مسند احمد وغیرہ پر آپ

کے حاشیہ جات تحریر ہیں اور موصوف اہل حدیث اور احناف کے نزدیک مسلم بزرگ ہیں آپ کا یہ واقعہ سبق اور عبرت آموز ہے۔

(۳) جد امجد صاحب الخلافۃ کے سندھ میں اکثر لوگ معتقد ہیں اور آپکی اعلیٰ اہمیت اور مہارت دین سب کے نزدیک مسلم ہے آپ بھی اپنے ہاتھ نماز میں سینے پر باندھتے تھے جیسے ہمارے والد ماجد سید احسان اللہ راشدی مرحوم نے مسلک الانصاف ص ۲۸ پر ذکر کیا ہے بلکہ آپ کی عبارت اوپر گزری کہ سنت کا مسنون طریقہ سینے پر ہاتھ باندھنا ہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں اس مسئلہ کے بارے میں آپ کا ایک کتابچہ عربی زبان میں بنام درج الدرر فی وضع الایدی علی الصدر تصنیف کیا ہوا ہے جس سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

اِنَّ الصَّحِیْحَ الثَّابِتَ مِنْ سَاقِی الْکَوْثَرِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی دَوَامِ الدَّھْرِ فِیْ الصَّلٰوۃِ وَھُوَ وَضْعُ الْیَدَیْنِ عَلَی الصَّدْرِ وَاَمَّا وَضْعُھُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ فَلَمْ یَرِدْ فِیْہِ حَدِیْثٌ مُسْنَدٌ مُعْتَبَرٌ فَضْلاً عَنْ صَحِیْحٍ ۔

(۱) صحیح حدیث سے رسول اللہ ﷺ سے یہی ثابت ہے کہ نماز میں سینے پر ہاتھ رکھے جائیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث تو درکنار کسی معتبر سند سے بھی کوئی روایت وارد نہیں۔

اِنَّ الاَصْلَ عِنْدَ الشَّافِعِی الْوَضْعُ عَلَی الصَّدْرِ ۔

(۲) امام شافعی کا اصل مذہب یہی ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھے جائیں۔

فَالظَّاھِرُ مِنْہُ اِنَّہٗ رجَعَ بَعْدَ وُصُوْلِ الرِّوَایَۃِ ۔

(۳) امام احمد بن حنبل حدیث کے ملنے کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنے کے

قائل ہے۔

مَرْوِيَّةٌ عَنْ مَالِكٍ كَمَا ذَكَرَهُ الْعَيْنِيُّ

(۴) امام مالک سے بھی سینے پر ہاتھ باندھنا مروی ہے جیسے عینی حنفی نے ذکر کیا ہے۔

ناظرین :۔ ان تینوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تینوں ائمہ کرام (مالک، شافعی، اور احمد بن حنبل) کا صحیح مذہب بھی سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔

عِنْدَ مُعَارَضَةِ الآثَارِ يجبُ الرُّجُوْعُ اِلَى الْمَرْفُوْعِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَالْمَرْفُوْعُ لَمْ يَثْبُتْ فِيْهِ الْوَضْعُ اِلاَّ عَلَى الصُّدُوْرِ وَعِنْدَ الصَّدْرِ لاَ تَحْتَ السُّرَّةِ ۔

(۵) جب اثر اور قول ایک دوسرے کے معارض ہوں تو اس وقت (فیصلہ کے لئے) مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) کسی بھی چیز میں تم اختلاف یا جھگڑا کرو تو اس کو فیصلہ کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اور اس مسئلہ میں ہاتھ ناف سے نیچے باندھنے کے لئے کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں بلکہ اسمیں صرف سینے پر یا سینے کے پاس ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے۔

وَاَمَّا وَضْعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ فَلاَ تَعْظِيْمَ اَصْلاً بَلْ لَوْاِنَّهٗ مُوْجِبُ اِسَاءَةٍ لاَ يَبْعَدُ لاَنَّ تَحْتَ السُّرَّةِ عَوْرَةٌ ۔

(۶) اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں کوئی تعظیم یا ادب نہیں بلکہ اگر اس کو بے ادبی کہا جائے تو کوئی بعید نہیں کیونکہ ناف کے نیچے شرمگاہ ہے

قَدْ ثَبَتَ مِنْ حَدِيْثِ وَائِلٍ وَّ هُلْبٍ تَعَدُّدُ الْوَاقِعَةِ وَاسْتُفِيْدَ مِنْ ظَاهِرِ كَانَ فِيْ مُرْسِلِ طَاؤُسِ الْمُنْجَبَرِ الاِسْتِمْرَارِ ۔

(۷) وائل بن حجر کی حدیث (حدیث نمبر ۲) اور ھلب کی حدیث (حدیث نمبر ۳) سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا سینے پر ہاتھ باندھنا ایک بار کا واقعہ نہیں ہے بلکہ متعدد بار آپؐ نے سینے پر ہاتھ باندھے ہیں اور طاؤس کی روایت اگرچہ مرسل ہے مگر شواہد کی وجہ سے قوی ہے اس میں لفظ "کان" یعنی آپؐ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے جس سے آپؐ کا دوام ثابت ہوتا ہے۔

ناظرین : علماء صرف کے نزدیک "کان" مضارع پر داخل ہوگی جیسے (کان یضرب) (مارتا تھا) تو اس کو ماضی استمراری کہتے ہیں تو یہاں (کان یضع علی صدرہ) کے معنی ہوں گے کہ آپ سینے پر ہاتھ باندھتے اور رکھتے تھے اس سے ہمیشگی کا فائدہ ملتا ہے۔

(۸) آیت وانحر کے معنی سینے پر ہاتھ باندھنا تین صحابہ کرام سے ثابت ہے
قَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْمَعْنٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَلِيٍّ وَاَنَسٍ ۔

نمبرا مشہور مفسر رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی۔

نمبر۲ چوتھے خلیفہ آپؐ کے چچازاد بھائی اور داماد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب

نمبر۳ آپؐ کے خادم انس بن مالک

ناظرین : جد امجد کی عبارتوں سے چند باتیں معلوم ہوئی۔

نمبرا آپ ﷺ کا اپنا مذہب اور معمول سینے پر ہاتھ باندھنا ہے نہ کہ ناف کے نیچے۔

نمبر۲ رسول اللہ ﷺ سے بھی صرف سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت ہے۔

نمبر۳ اور آپ کا یہ ہمیشگی والا اور دائمی عمل تھا۔

نمبر۴ اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کسی قسم کا ثبوت نہیں ملتا۔

نمبر۵ قرآن میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے۔

نمبر۶ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا بے ادبی ہے۔

جد امجد کی یہ عبارتیں دیکھنے کے بعد آپ کا کوئی بھی معتقد یا آپ کی اولاد اور خاندان میں سے کوئی بھی سمجھدار فرد ناف کے نیچے ہاتھ نہیں باندھے گا آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا اور اس کے در پر التجا ہے کہ مسلمانوں کی سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرے اور سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

و اخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين و الصلوٰة و السلام علىٰ سيد المرسلين و على اهل طاعته اجمعين ۔